AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اردو ادب میں غیر مسلم شعراء کی روایت"

☆ ارم سعید
ایم۔فل اردو اسکالر شعبہ،اردو بہاالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
Iramsaeed577@gmail.com

Abstract

This research article critically examine the significant contributions of non-Muslim poets to the rich literary tradition of Urdu poetry. Despite being a minority, non-Muslim poets have played a vital role in shaping the language, themes, and styles of Urdu poetry. Through a critical analysis of selected poems and biographies of prominent non-Muslim poets, this study highlights their unique perspectives, experiences, and influences on Urdu literature. The article also examines the cultural and historical contexts that facilitated the participation of non-Muslim poets in Urdu literary circles. This research not only highlights the significant role of non-Muslim poets in enriching Urdu literature but also underscores the language's capacity to transcend religious boundaries, fostering a shared cultural heritage.

Keywords

Tradition of Non-Muslim Poets in Urdu, Urdu poetry, Non-Muslim poets, Urdu literature , Minority voices, Cultural diversity , Literary heritage, Interfaith dialogue, Poetic expression, Urdu literary history

دنیا میں یہ راز اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک وہ اس اہم کردار کو تسلیم نہیں کر لیتی جو غیر مسلم شاعروں نے اردو شاعری کی تشکیل میں ادا کیا ہے۔یوں تو ادب کی کوئی سرحد نہیں ہوتی اور آرٹ کی زباں ہی انسانیت کی زبان ہے۔اردو زبان کیوں کہ ایک لشکری زبان ہے اور مختلف زبانوں سے مل کر بنی ہے اسی لیے اردو زبان کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہوئے سب زبانوں اور زبان بولنے والوں کو شامل حال کرنا نہایت ضروری ہے۔ہندوستان میں ہندی بولنے والوں کے اردو نثر اور اردو شاعری پر اثرات نمایاں ہیں۔ہندی زبان اور ہندی زبان بولنے والوں نے بھی اردو کی ترویج و اشاعت میں اپنی طرف سے مکمل کردار ادا کیا۔نثر میں منشی پریم چند اور مہندر سنگھ بیدی جیسے مہان نثر نگار سامنے آئے جبکہ اردو شاعری کی مکمل تاریخ اور مختلف خطوں میں ایسے شعراء کرام سامنے آئے ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں تھی لیکن پھر بھی انہوں نے اردو ادب کے ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا۔کم شناخت کا سامنا کرنے کے باوجود، یہ غیر مسلم شعرا،اردو شاعری کی ترقی میں اپنے مسلم ہم عصروں کی طرح اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

اردو شاعری کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہے کہ مسلم و غیر مسلم شعراء نے اردو شاعری کی تشکیل میں برابر کردار ادا کیا اور ہندوستان میں آزادی سے پہلے ، فن کی اس شکل سے اپنی گہری محبت اور لگن کو اجاگر کیا۔اردو شاعری کے دائرے میں ان سٹالورٹس کی موجودگی،ادب کی اس صنف کیلئے ان کی لازوال توجہ اور اہمیت کا ثبوت ہے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر منظر اعظمی نے کیا خوب لکھا ہے:

"اردو شاعری کے آنچل کا ایک سرا، اگر قلی قطب شاہ اور ولی
نے تھام رکھا ہے تو دوسرا رام نرائن موزوں اور چندر بھان برہمن
کے ہاتھوں میں ہے۔اس کے سائے تلے غالب، مومن، ذوق ہی نہیں،
نسیم، چکبست اور سُرور بھی ہیں۔اس کے مدح خوانوں میں کہیں
راجندر سنگھ بیدی نظر آئیں گے تو کہیں گلکرائسٹ اور ہیڈر لے
بھی۔اس نے میر عرب اور فاتح خیبر ہی کو آواز نہیں دی، مہاتما بدھ

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

،رام، کرشن اور نانک کو بھی پکارا ہے۔اس کے ناموروں میں رستم
واسفندریار ہی نہیں، بھیم اور ارجن بھی ہیں۔اس نے عرب وعجم
کی آوازوں کو سمیٹ لیا ہے"(1)

مسلم شعراء کے علاوہ، انیسویں صدی میں غیر مسلم شعراء کی ایک قابل ذکر تعداد کا ظہور ہوا جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کے بعد کے دور میں بھی اردو شاعری کی وکالت اور اس کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ اگرچہ ان شعراء میں سے چند ایک ہندوستان کی آزادی سے پہلے پیدا ہوئے، لیکن انہوں نے بعد میں اپنی اردو شاعری میں شراکت کے ذریعے ایک خاص پہچان اور تعریف حاصل کی۔ مزید برآں، ایسے باصلاحیت شعراء کرام بھی سامنے آئے جنہوں نے آزادی کے بعد اپنے خاص نقطہ نظر کی وجہ سے شہرت دوام حاصل کی اور اردو شاعری کے دائرے پر انمٹ نقوش چھوڑنے میں کامیاب رہے۔

اس سلسلے میں کوئی بھی فہرست آخری اور حتمی تصور نہیں کی جاسکتی کیونکہ اردو شاعری کی ابتداء سے ہی اس کی نشو نما میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کا ایک خاص حصہ اپنے تناسب کے ساتھ ساتھ چلتا رہا ہے۔ ان میں کچھ شعراء کرام ایسے بھی موجود ہیں جن کی کاوشیں اور خدمات منظر عام پر ہی نہیں آئیں ہیں۔ اس باب میں ہم چند اہم اور نمایاں نان مسلم شعراء کرام کا ذکر کریں گے جنہوں نے اردو شاعری کے فروغ اور ارتقاء میں کلیدی کردار ادا کیا۔

فراق گورکھپوری

آنے والی نسلیں تم پر رشک کریں گی ہم عصرو
جب بھی ان کو دھیان آئے گا تم نے فراق کو دیکھا ہے

فراق، جن کا پورا نام رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری تھا، 30 اگست 1896 کو پیدا ہوئے، 3 مارچ 1982 کو انتقال کر گئے۔ فراق جنہیں اکثر "وحید العصر" بھی کہا جاتا ہے، نے زندگی بھر بے پناہ عزت اور مقبولیت حاصل کی، جس سے ادبی دنیا پر دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ ان کی شخصیت اور شاعری کو بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ ان کی شہرت ان کی کثیر جہتی صلاحیتوں سے بطور نقاد اور شاعر بھری پڑی ہے۔ ان کی زندگی کے لا تعداد واقعات اور پہلوان کی منفرد شخصیت کے ساتھ پیچیدہ طور پر جڑے ہوئے ہیں، ایک وسیع دنیا تخلیق کرتے ہیں جو بحث کے لیے اپنے الگ دائرے کی ضمانت دیتی ہے۔ بلاشبہ، فراق ایک قابل احترام شخصیت ہیں جو انسان دوستی، ترقی پسندی اور انقلاب دوستی سے کافی متاثر تھے اور یہی خاصیت ان کو اپنے وقت کے ایک ممتاز شاعر بناتی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر افغان اللہ لکھتے ہیں:

"ان کی شاعری میں انسان، زندگی، حیات وکائنات کا رشتہ اور
اس سے ہم آہنگی کا شعور ہے وہ سوائے فراق کے کہیں اور نظر نہیں آتا"(2)

پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی:

نسیم لکھنوی، جن کا پورا نام "پنڈت دیاشنکر کول" تھا، قلمی نام نسیم استعمال کرتے تھے۔ ان کا تعلق لکھنؤ سے تھا اور ان کے والد کا نام پنڈت گنگا پرشاد کول تھا۔ 1811 میں پیدا ہوئے اور 1845 میں لکھنؤ میں انتقال کر گئے، شنکر نسیم لکھنوی ایک بااثر اور باصلاحیت غیر مسلم اردو شاعر تھے۔ صرف 34 سال کی مختصر زندگی کے باوجود، ان کا کام، خاص طور پر "مثنوی گلزار نسیم" اردو شعر وادب میں نا قابل فراموش ہے۔ پروفیسر شہزاد انجم لکھتے ہیں:

"اس مثنوی میں سادگی، صفائی اور شعری حسن نمایاں ہے۔ نسیم
نے اس مثنوی میں جس طرح سے صنائع، تلمیحات، کنایات اور
استعارات کا ایک خاص سلیقے سے استعمال کیا ہے، وہ اس مثنوی کو
ممتاز اور اہم بناتے ہیں۔"(3)

جب تک اردو ادب ترقی کی منازل طے کرتا رہے گا اس کے اثرات گہرائی تک گونجتے رہیں گے۔ دیاشنکر کے زمانے میں ناسخ اور آتش کی شاعری کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور نسیم لکھنوی نے بھی آتش کی سرپرستی سے استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اپنی غزلوں میں ان کے استاد آتش کا اثر نمایاں ہے۔

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کنور مہندر سنگھ بیدی کا تخلص سحر ہے۔آپ کی پیدائش کا سال جگدیش مہتہ درد نے 1910ء لکھا ہے۔ان کی سوانح میں لکھا گیا کہ وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً 83 سال تھی۔کنور مہندر سنگھ بیدی آخری عمر تک رئیسانہ زندگی گزارنے کے بعد جولائی 1992ء میں اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کیلئے کنارہ کر گئے۔ان کے خاندان کے افراد نے انگریزوں کی دور حکومت میں مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دی۔ان کے والد انگریزوں کے بہت قریب رہے جس کی وجہ سے ان کے والد صاحب کو "نائٹ" کا خطاب بھی عطاء کیا گیا۔کنور مہندر سنگھ کے ادبی کام میں انسان دوستی، بھائی چارگی، اور انسانی ہمدردی کی فراوانی نظر آتی ہے جو آپ کی ادبی خدمات میں ایک اہم موضوع ہے۔(4) شاعری کے علاوہ انہوں نے "یادوں کا جشن" کی صورت میں اپنی سوانح بھی لکھی ہے۔ جس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔کنور مہندر سنگھ بیدی کی وفات کے بعد، ان کی یادوں کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کے لئے "کنور مہندر سنگھ بیدی ٹرسٹ" قائم کیا گیا ہے۔اس ٹرسٹ کا مقصد، کنور صاحب کی شخصیت اور خدمات کو بڑھانا اور عوام کو ان کے فکر اور ادبی ورثے سے متعلق مواد مہیا کرنا ہے۔"ہمارے کنور صاحب" مرتبہ کے ایل نارنگ ساقی، جو اس ٹرسٹ کی جانب سے شائع شدہ کتاب ہے، جو کہ کنور صاحب کی حیات وخدمات سے متعلق خاصا مواد فراہم کرتی ہے۔ان کے تین شعری مجموعے ان کی زندگی میں ہی شائع ہوئے۔ان کی وفات کے بعد ان کے شعری مجموعے "کلیات سحر" کی اشاعت ہوئی۔ان کی شاعری میں اردو زبان سے والہانہ لگاؤ کے بے شمار ثبوت موجود ہیں۔انہوں نے پوری زندگی اردو زبان کی بے پناہ خدمت کی ہے جس کا ذکر وہ اپنی سوانح عمری "یادوں کا جشن" میں کچھ یوں کرتے ہیں۔بقول مہندر سنگھ بیدی سحر :

> "مجھے اپنی شاعری پر ناز نہیں لیکن اس بات پر ضرور فخر کرتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالیٰ نے اردو زبان کی خدمت کرنے کا موقع دیا اور توفیق بھی عطاء فرمائی اور تادم آخر میری یہی کوشش رہے گی کہ میں اردو کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکوں۔" (5)

جگن ناتھ آزاد

جگن ناتھ آزاد اردو تہذیب کے ایک شاعر، اقبال شناس اور عظیم محقق تھے۔وہ پنڈت تلوک چند کے بیٹے تھے۔وہ 1918ء میں عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 24 جولائی 2004ء کو وفات پائی۔ان کی شاعری کی تربیت میں انکے والد کا کافی کردار تھا۔ان کے والد راولپنڈی میں رہائش کے دوران معروف شاعر عبدالحمید عدم اور عبدالعزیز فطرت کے ساتھ رابطے میں رہے اور فیض حاصل کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد جگن ناتھ آزاد صاحب بھارت چلے گئے۔ان کے شعری مجموعوں میں سے "طبل وعلم"، "بیکراں" اور "آنکھیں ترستیاں" قابل ذکر ہیں۔جگن ناتھ کی مادری زبان سرائیکی تھی، لیکن انہوں نے تمام عمر اردو زبان وادب کے لیے بے لوث خدمات میں گزار دی۔ جگن ناتھ آزاد اعلیٰ درجے کے اقبال شناس تھے اس سلسلے میں ان کی کتابوں کے نام "اقبال اور اس کا عہد"، "اقبال اور مغربی مفکرین"، "اقبال اور کشمیر" اور "اقبال، شخصیت اور شاعری" ہیں۔ جگن ناتھ آزاد ایک مکمل شاعر تھے جو شاعری کے رموز واوقاف سے مکمل طور واقف تھے۔اشعار ملاحظہ ہوں،

ابتدا یہ تھی کہ میں تھا اور دعویٰ علم کا
انتہا یہ ہے کہ اس دعوے پہ شرمایا بہت

جگن ناتھ آزاد نے اپنی شاعری میں تقسیم ہند کے واقعات سے کافی متاثر تھے۔آزادی ہند کے بعد جو واقعات رونما ہوئے، انہیں آزاد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انہیں شاعری کی مختلف صنفوں میں جگہ دی۔ان کی اکثر نظمیں ہمیں تقسیم ہند کے دوران ہونے والے فسادات کی داستان سناتی ہیں۔

کرشن بہاری نور

کرشن بہاری نور، 8 نومبر 1925 کو پیدا ہوئے، ان کا تعلق لکھنؤ شہر کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دانشور گھرانے سے تھا۔افسوس کہ ان کا انتقال 30 مئی 2003 کو غازی آباد، اترپردیش میں ہوا۔نور صاحب کا پوسٹل اینڈ ٹیلی گراف ڈپارٹمنٹ میں بھی کامیاب کیریئر رہا جہاں وہ اپنی ریٹائرمنٹ تک ایک ذمہ دار عہدے پر فائز رہے۔اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے ساتھ ساتھ، وہ شاعری کے لیے اپنے شوق کو پروان چڑھاتے رہے، خود کو اس کے ہنر کے لیے وقف کرتے رہے۔شاعری اور ادب سے مالامال ماحول میں پرورش پانے والی نور نے چھوٹی عمر سے ہی فن پارے سے گہری محبت اور جذبہ پیدا کیا۔تاہم، یہ ان کے معزز اور قابل دوستوں کی صحبت میں تھا کہ ان کی شاعری کی چنگاری واقعی پروان چڑھی۔

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1977 میں ان کا پہلا شعری مجموعہ ''دکھ سکھ'' اترپردیش اردو اکادمی کے فراخدلی تعاون سے شائع ہوا۔اس کے بعد 1980 میں "حسینیت کی چھانو میں"،1982 میں "تپیا"اور 1994 میں "سمندر مری تلاش میں ہے"کی اشاعت ہوئی۔نور کی ادبی خدمات کو اترپردیش اردو اکادمی نے تسلیم کیا اور ان کی تعریف کی، جس نے انہیں ایوارڈ سے نوازا۔ادب کی دنیا میں ان کی نمایاں خدمات کے لیے انہوں نے اپنے پیچھے بہت سے شاگرد چھوڑے ہیں جن میں سے کچھ نے مشق اور رہنمائی کے ذریعے مہارت کی عظیم بلندیاں حاصل کی ہیں۔اشعار ملاحظہ ہوں،

زندگی سے بڑی سزا ہی نہیں
اور کیا جرم ہے پتا ہی نہیں

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی

پنڈت برج موہن دتاتریہ کا تخلص کیفی تھا۔وہ معروف ادیب اور قادرُالکلام شاعر تھے۔ان کی پیدائش 1886 کو دہلی میں ہوئی اور 1955ء میں دہلی میں ہی وفات پا گئے۔ وہ اردو زبان وادب کے خادم کی حیثیت سے خاصے معروف رہے۔ان کی اردو زبان کی ترقی کے لیے کی گئی خدمات کو دیکھتے ہوئے انھیں اردو کا عاشق کہا جاتا تھا۔وہ شان دار شخصیت کے مالک تھے۔برج موہن دتاتریہ کی تحریریں نہایت شستہ اور شائستہ ہوتی تھیں۔

ابتدا میں اپنے کلام پر انہوں نے مولانا حالی سے شرف حاصل کیا۔وہ تنقید میں بھی مولانا حالی کی پیروی کیا کرتے تھے۔کیفی دہلوی نے شاعری کی مختلف اصناف میں کئی معیاری کتابیں لکھیں۔ان کی تصانیف میں "واردات"(شعری مجموعہ)،"پریم ترنگنی"(مثنوی)اور "اُردو ہماری زبان" قابل قدر ہیں۔نمونہ کلام کے طور پر یہ شعر ملاحظہ ہو:

کرشمہ ریزی حسن سے کیوں بھٹک رہا ہے تو دنگ ہو کر
شکستہ ہو کے کاش گر ناک آستانے پہ سنگ ہو کر

پنڈت ہری چند اختر

پنڈت ہری چند اختر(1901 میں پیدا ہوئے اور 1958 میں وفات پا گئے۔وہ ایک معروف اردو غزل گو شاعر تھے،جو کہ ایک نامی گرامی صحافی بھی رہے۔ان کی پیدائش ہوشیار پور،پنجاب میں ہوئی۔ان کی اردو شاعری میں ہمیشہ سے ہی روانی تھی۔انہیں فارسی اور انگریزی زبانوں کا بھی اچھی گرفت حاصل تھی۔پنڈت ہری چند اختر عام طور پر روایتی انداز میں لکھتے تھے اور ان کی غزلیں ان کی سادگی کی بنا پر منفرد خصوصیت رکھتی تھیں۔ان کی مشہور کتاب "کفر وایمان" میں ان کی مختلف غزلوں کو جمع کیا گیا،جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

پنڈت ہری چند اختر کی شاعری ان کی بلند ذہانت اور زندگی کی گہرائیوں کا خوبصورت اندازہ دیتی ہے۔وہ پنجاب کے ادب کے چمکتے ہوئے ستارے تھے، جن کی شخصیت اور شاعری نے ایک پورے دور کو متاثر کیے رکھا۔ان کو شاعری کی محفلوں کا دل سمجھا جاتا تھا۔پنڈت ہری چند اختر خداداد صلاحیتوں کے حامل تھے اور قدرت نے انہیں بے حد خوبصورتیوں سے نوازا تھا۔ان کی شخصیت میں شوخی اور مزاح کا ماحول ہمیشہ موجود رہتا تھا۔وہ محفلوں میں شاعری کے ذریعے سب کو خوش کرتے تھے۔مزاحیہ باتیں اور زندہ دلی کی وجہ سے لوگ ان سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔انہیں نکتہ فہم اور نکتہ شناس بھی کہا جاسکتا ہے۔اردو زبان کے ادبی دائرے میں ان کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔

میرزا ہر گوپال تفتہ

مرزا ہر گوپال تفتہ،مرزا اسداللہ خان غالب کے ایک قابل احترام پیروکار،نے اپنے سفر کا آغاز فارسی شاعر کے طور پر کیا۔انہیں ان کی قابلیت کی وجہ سے پہچانا گیا۔غالب نے اپنے شاگرد منشی ہر گوپال تفتہ کے ساتھ ایک خاص رشتہ جوڑا اور اکثر انہیں خطوط لکھے۔تفتہ کو غالب کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔مرزا غالب نے ان کی خوب حوصلہ افزائی کی کہ وہ شاعری میں مزید گہرائی میں جائیں اور ان کی فطری صلاحیت کو پہچانتے ہوئے میرزا ہر گوپال تفتہ کو ایک ممتاز شاعر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔استاد اور طالب علم کے درمیان باہمی احترام اور احترام شروع ہی سے واضح تھا۔تفتہ کا ایک شعر ملاحظہ ہو،

غالب وہ شخص تھا ہمہ داں جس کے فیض سے
ہم سے ہزار ہیچ مداں نامور ہوئے

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہر گوپال تفتہ کی تاریخ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن محققین نے 1799 یا 1800 تحریر کی ہے۔اسی طرح ٹھیک تاریخ اور مہینہ بھی درج نہیں ہے۔پروفیسر مختار الدین احمد کے مطابق تفتہ کی تاریخ وفات 3 ستمبر 1879 ہے۔تفتہ کے خاندان کے فرد کئی سو سال پہلے فیروز آباد سے قصبہ سکندر آباد شہر میں آکر آباد ہوئے۔ان کی اولاد میں ایک بیٹے تھے جن کا نام موتی لال تھا،ہر گوپال تفتہ دراصل انہیں کے بیٹے تھے جو اردو کے ممتاز شاعر اور غالب کے لاڈلے شاگرد کے طور پر مشہور ہوئے۔تفتہ نے غالب کی صلاحیت و قابلیت کے حوالے سے ان کے شعری و اخلاقی خواص کا جوذکر کیا ہے اس کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

> "وہ انسان کے بھیس میں فرشتہ ہے۔اگر اس کی گفتگو سنو تو اس کے عالی
> مرتبے کا علم ہو۔ایسا شخص نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہو گا۔اس کا نام اسد اور
> تخلص غالب ہے،سارے ہندستان میں مشہور ہے،دہلی میں مقیم ہے لیکن
> سورج و چاند کی طرح ساری دنیا پر اس کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔نظم و نثر
> میں ید طولی رکھتا ہے۔اسی وجہ سے یہ مقام اسے حاصل ہوا ہے۔"(6)

منشی ہر گوپال تفتہ اپنے عہد کے معروف اردو غزل گو شاعر تھے۔ان کی غالب سے قرابت داری کی وجہ سے غالب اور اُن کے درمیان جو خطوط لکھے گئے،اُن کی اہمیت بھی تاریخ میں قابل قدر ہے۔

بلراج کومل

اردو شاعری،افسانہ اور تنقید سے گہرا تعلق رکھنے والے ادیب بلراج کومل کی شخصیت اور ادبی کاموں کا مطالعہ پیش کرتے ہوئے انسان بے ساختہ ان کی محبوب اور دلکش شخصیت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔وہ بحیثیت انسان محبت،خلوص،سادگی اور شرافت کے پیکر تھے۔انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو صرف شاعری تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ افسانہ نگاری،تنقید اور تالیف میں بھی مصروف رہے اور اس شوق کو زندگی کے آخری دم تک برقرار رکھا۔

علمی و ادبی حلقوں سے بے پناہ پذیرائی حاصل کرتے ہوئے وہ اردو شاعری کے دائرے میں ہمیشہ ایک ممتاز شاعر کے طور پر پہچانے جائیں گے۔متعدد بین الاقوامی اور قومی سیمیناروں،مشاعروں اور مذاکروں میں ان کی موجودگی ہمیشہ محسوس کی جاتی تھی،جہاں انہوں نے گراں قدر تعاون کیا۔مزید برآں،اس نے اپنی استعداد کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزلوں میں بھی قدم رکھا۔وہ بڑے ادبی اجتماعات میں شرکاء سے بہت احترام کا رشتہ قائم کرتے تھے۔ان کی نمایاں ادبی شخصیت اور ان کے دل کو چھو لینے والے اسلوب پر زور دیتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ ایک مہربان،بردبار،اور ہمدرد شخصیت کے مالک تھے۔پروفیسر گوپی چند نارنگ نے لکھا ہے کہ:

> "بلراج کومل میں انسانیت اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔
> حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان نہیں،فرشتہ تھے۔نہایت ملنسار،مرنجاں
> مرنج اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے والے۔"(7)

نریش کمار شاد

نریش کمار شاد پنجاب کے مشرقی علاقے ہوشیار پور کے علاقے میں پیدا ہوئے۔اردو شاعری کا فن ان کی رگوں میں پہلے سے رواں دواں تھا کیونکہ یہ وہ چیز تھی جو ان کو اپنے خاندان سے وراثت میں ملی تھی۔چھوٹی عمر سے ہی،شاد کو شاعری کا گہرا شوق پیدا ہوا،جو کہ عمر کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط ہوتا چلا گیا۔ان کے والد جو غزل کی روایتی شکل میں مہارت رکھتے تھے،نریش کمار شاد کا نام اردو شاعری میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔نریش کمار شاد کی غزلیں،نظمیں،اشعار اور اقتباس قارئین کے دل کی گہرائیوں میں گونجتے ہیں۔نریش کمار شاد کا شعری مجموعہ "دستک"،یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ شاعر دوسروں کے مقابلے میں ایک منفرد نقطہ نظر کا مالک ہے۔

اپنی غزلوں کے اندر،وہ محبت کی پیچیدگیوں کو بڑی عمدگی سے پیش کرتے ہے۔شاد جذبات کی گہرائیوں میں اترتا ہے،مجازی محبت کے متنوع منظر ناموں کی عکاسی کرتا ہے، زندگی کے فلسفے پر غور کرتا ہے اور رومانوی عناصر کو دلکش انداز پیش کرنے کا کام کرتا ہے۔نریش کمار شاد کے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں جو ان کی ذہنی ہم آہنگی کے عکاس ہیں،

> یہ کون سا مقام ہے اے جذب آرزو

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

وہ سامنے ہیں اور نظر بیقرار ہے

یہ سوچ کر بھی ہنس نہ سکے ہم شکستہ دل
غمگسار کا دل ٹوٹ جائے گا

اردو شاعری اور دیگر غیر مسلم شعراء:

اردو برصغیر میں ایک بنیادی زبان کی حیثیت سے اپنے ابتدائی عہد سے آج تک موجود ہے۔ یہ زبان ہر مذہب وملت کی زبان ہے کیونکہ یہ مسلمانوں، ہندوں، سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ کی مشترکہ زبان کے طور پر جانی جاتی ہے۔ یہ تقریبا تین صدیوں سے ہندوستان کے ہر علاقے اور خطے میں سمجھی اور بولی جارہی ہے۔

اردو ادب کی تاریخ میں اردو شاعری کی اہمیت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عہد با عہد ادب کی یہ صنف مختلف موضوعات کے ساتھ پھلتی پھولتی رہی ہے۔ اردو شاعری نے بلخصوص تحریکِ آزادی کے دوران ہمیں "انقلاب زندہ باد" کا ملک گیر نعرہ عطا کیا۔ اس سلسلے میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ برصغیر پاک وہند کے غیر مسلم شعراء نے بھی اردو تہذیب کے ثقافتی اور سماجی ارتقاء میں مرکزی کردار ادا کیا۔

روزِاول سے لے کر آخر تک، اردو شاعری میں غیر مسلم دانشوروں نے اردو شاعری کو ایک نئے پیمانے پر پہنچادیا ہے۔ تقریباً پچھلے دو سو سالوں میں اگر ہم اردو شاعری کی تاریخ کا مکمل جائزہ لیں تو ہزاروں نام ایسے سامنے آئیں گے جو اردو شاعری کی محبت اور خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اگر ہم ان ناموں کو صرف ایک فہرست میں ترتیب دیں تو ایک خصوصی دفتر اور خاصے طویل وقت کی ضرورت ہوگی۔ تاہم ان شعراء میں سے چند اہم نام یہاں پیش خدمت ہیں جو اردو شاعری کی تاریخ کا ہمیشہ کیلئے حصہ بن چکے ہیں۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار، منشی پریم چند، میسور آنند گلوی، بلونت سہائے کنول، گوپی ناتھ امن لکھنوی، چاند بہاری لال، منوسر لال کپور طالب چکوالی، ڈاکٹر منہائے، سردار پورن سنگ، ستیہ پرکاش، شون چرن داس اختر بھنگالوی، لال سونی ضیا فتح آبادی، سریش چندر شہر بدایونی، رام پرکاش ساحر ہوشیار پوری، رشی پٹیالوی، کرپال سنگھ بیدار، شاکر داس الفت، اوم پرکاش نسیم نور پوری، پورن کمار نوین، امرت لال عشرت، منشی نوبت رائے نظر لکھنوی، پنڈت لبھورام جوش ملسیانی، تلوک چند محروم، جگت موہن لال رواں، شام موہن لال جگر بریلوی، پنڈت بال مکند، عرش ملسیانی، ڈاکٹر اوم پرکاش اگروال زار، بھگوان چندر سحر عشق آبادی، گوپال داس نیرج، پنڈت آنند موہن زتشی گلزار دہلوی، نریش کمار شاد، بلراج کومل، راج نرائن راز، پی پی سری واستورند، کرشن کمار طور، سمپورن سنگھ کالرا گلزار، کمار پاشی، جگن ناتھ آزاد، جگن ناتھ کمال کرتار پوری، دلورام کوثری، ستیاپال آنند، شنکر لال ساقی، ہری چند اختر، آنند موہن زتشی، اشونی کمار اشرف، اوما شنکر شاداں، امرناتھ آشفتہ دہلوی، برج نارائن کیفی، بالا سہائے متصدی، بھگوت رائے راحت کاکوروی، بہادر برق، تربھون شنکر عارف، پربھودیال رقم، تلوک چندر محروم، پیارے لال رونق، تربھون ناتھ دہلوی، رویندر جین چاند بہاری لال ماتھر صبا، چندر بھان خیال، چندر پرکاش جوہر بجنوری، چندی پرشاد شیدا، درگا سہائے سرور، دیا پرساد غوری، روپ چند، شگن چند جین روشن، شیو پرشاد وہبی لکھنوی، کرشن موہن، کشن پرشاد، گوہر دہلوی، لبھورام جوش ملسیانی، نرائن سخا، مکھن لال مکھن، مہر لال سونی ضیا، مہندر سنگھ بیدی، مکھن لال مکھن، نوبت رائے نظر، ہری مہتاہری، کمال کرتار پوری، دلورام کوثری، ستیاپال آنند، شنکر لال ساقی، ہری چند اختر، اشونی کمار اشرف، اوما شنکر شاداں، امرناتھ آشفتہ دہلوی، بھگوت رائے راحت کاکوروی، بہادر برق، تربھون شنکر عارف، پربھودیال رقم، رویندر جین چاند بہاری لال ماتھر صبا، پیارے لال رونق، تربھون ناتھ دہلوی، چندر بھان خیال، چندی پرشاد شیدا، چندر پرکاش جوہر بجنوری، دیا پرساد غوری، روپ چند، شگن چند جین روشن، شیو پرشاد وہبی لکھنوی، کرشن موہن، کشن پرشاد،، گوہر دہلوی، لبھورام، مکھن لال مکھن، مہر لال سونی ضیا، ہری مہتاہری، نوبت رائے، تجسم علی پوری، تسلیم بدایونی، تگوزیا امرتسری، تلسی داس، تمنا ابنالوی، تمنا سیتاپوری، تمیز لکھنوی، تاراچند، بھگت کھن داس، منشی رام سمائے، شید شکر سائے، رام کشن، پرشاد سمنا، خشی کشن لال، ثاقب بریلوی، اختر امرتسری، بخشی شوری لال، اختر بنگالوی، شوچرن داس، اختر رضوانی، ادب سیتاپوری، ادیب لکھنوی، اعظم جلال آبادی، حکیم ترلوک ناتھ، درشن سنگھ، اکمل جالندھری، پنڈت رگھوناتھ سائے، اشوک ساہنی ساحل، جمنا پرشاد راہی، چندر بھان خیال، شین کاف نظام، گور بخش سنگی، مخمور جالندھری،، ونود کمار ترپاٹھی، آلوک یادو اور وشال کھلر وغیرہ اردو شاعری کے وہ شعراء کرام ہیں جنہوں اردو شاعری کے الم کو بلند کیے رکھا اور یہ عمل ابھی بھی زور وشور سے جاری ہے۔

آزادی ہند کے بعد اردو کو پاکستان کی سرکاری زبان قرار دے دیا گیا۔ اسی لیے اردو زبان اور اردو شاعری کو ہندوستان میں اپنا وجود قائم رکھنے کے لیئے بڑی تگ و دو کرنی پڑی۔ ان دنوں میں عام طور پر یہ تصور کیا جاتا تھا کہ ہندوستان میں اردو دس پندرہ برس میں ختم ہو جاے گی لیکن ایسا ہر گز نہیں ہوا اور اردو بڑی شان و شوکت سے نہ صرف ہندوستان میں دمک رہی ہے بلکہ اس کا شمار ملک کی اہم زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس عہد میں اردو زبان کا پرچم بلند کرنے اور اسے تقویت بخشنے میں غیر مسلم شعراء نے ایک اہم کردار نبھایا اور وہ تمام شعراء اردو زبان و شاعری کے بہت بڑے حمایتی تھے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حوالہ جات

1۔ منظر اعظمی، ڈاکٹر، "تلاش و تعبیر"، موڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، 1982، ص 126
2۔ افغان اللہ خان، ڈاکٹر، "فراق کی شاعری"، نصرت پبلشرز، لکھنؤ، 1988، صفحہ 95
3۔ شہزاد انجم، پروفیسر، "اردو کے غیر مسلم شعراء و ادبا"، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2021، صفحہ 80
4۔ جگدیش مہتہ درد، "اردو کے نان مسلم شعراء و ادیب (حصہ اول)"، حقیقت بیانی پبلشرز، نئی دہلی، 1981، صفحہ 97
5۔ کنور مہیندر سنگھ بیدی، "یادوں کا جشن"، ثمر آفسیٹ پرنٹرز، دہلی، 1983، صفحہ 235
6- ریحانہ خاتون، پروفیسر، "میرزا ہر گوپال تفتہ"، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، 2008، ص 35
7 - شہزاد انجم، پروفیسر، "اردو کے غیر مسلم شعراء و ادبا"، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2021، صفحہ 141